سورة الحج

آیات ۷۳ - ۷۸

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ
اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ﴿٧٣﴾
مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿٧٤﴾ اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۚ﴿٧٥﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿٧٦﴾
السجدة
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ﴿٧٧﴾ وَ جَاهِدُوْا فِي
اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ
الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۖۚ فَاَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ؑ﴿٧٨﴾

سُوْرَةُ الْحَجِّ

آیات 78

مكية / مدنية

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ

ملتِ ابراہیم کی نمائندہ امت کی تشکیل، شرک کی قیادت سے بیت اللہ کی تولیت چھین کر توحید کی بنیاد پر دین کا قیام، شہادتِ علی الناس اور دفاعی جہاد کے ذریعے اللہ کی حاکمیت کے عملی نفاذ کی جدوجہد

منکرینِ توحید، قیامت و آخرت سے مجادلہ

آیات 1-37

آیات 1 تا 7
قیامت اور بعث کے احوال ۔ مخالفین کو انذار- آیاتِ آفاق و انفس سے استدلال

آیات 8 تا 16
شرک، مفاد پرستی اور باطل امیدیں
شرک کے سہارے پر قائم جھوٹا اطمینان

آیات 17 تا 24
حق و باطل خدا کی عدالت میں ۔ مشرکین اور مسلمانوں کا متضاد کردار و انجام

آیات 25 تا 37
ملت ابراہیم اور بیت اللہ کی اصل حقیقت
(ملتِ ابراہیم کی مسخ شدہ وراثت)

سنتِ الٰہی : تصادمِ حق و باطل، جہاد و قتال، تطہیرِ بیت اللہ، ہجرت اور غلبہ

آیات 38 - 60

آیات 38 تا 41
بیت اللہ کے ناجائز متولین کے خلاف جہاد و قتال کی اجازت
اسلامی حکومت کی 4 اہم ذمہ داریاں

آیات 42 تا 52
تکذیبِ رسل اور سنتِ الٰہی- (تاریخ کی شہادت، مہلتِ عذاب اور ہلاکت کی دھمکی)

آیات 53 تا 57
سنتِ ابتلا اور غلبۂ حق/فتنۂ شیاطین اور کھرے کھوٹے کی پہچان

آیات 58 تا 60
اہلِ ایمان کی ہجرت اور انجامِ خیر

خاص اللہ کی عبادت

آیات 61 - 78

آیات 61 تا 66
توحیدِ ربانی کے عقلی و آفاقی دلائل/ربوبیتِ الٰہی کی نشانیاں

آیات 67 تا 72
دعوتِ توحید اور مخالفین کا جارحانہ ردِّ عمل (دعوت، مخالفت، اور انجام)

آیات 73 تا 76
شرک اور شفاعتِ باطل کا حتمی ابطال۔قرآن حکیم کی دعوت

آیات 77 تا 78
مسلمانوں کی اصل حیثیت کی وضاحت
وہ ابراہیمؑ کے جانشین اور اس منصب کے لیے منتخب ہیں۔
ان کا اصل فریضہ دنیا میں شہادتُ علی الناس ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ - اے لوگو !

ضُرِبَ مَثَلٌ - بیان کی گئی ہے ایک مثال

ضَرَبَ يَضْرِبُ ، ضَرْبًا : بیان کرنا

مَثَلٌ : مثال

فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ - سو غور سے سنو اس کو

اِسْتَمَعَ يَسْتَمِعُ ، اِسْتِمَاعٌ : کان لگا کر سننا، غور سے سننا (VIII)

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ - بیشک وہ لوگ جنہیں تم پکارتے ہو

دَعَا يَدْعُوْ ، دَعْوَةٌ و دُعَآءٌ : پکارنا

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ - اللہ کے سوا

لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا - ہرگز نہیں وہ پیدا کر سکتے ایک مکھی (بھی)

ذُبَاب : مکھی

ذُبَاب : بطورِ نکرہ آیا ہے (جو تحقیر اور عموم کے معنی دیتا ہے یعنی کوئی بھی مکھی، کوئی ادنیٰ سا وجود)

وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ - اور اگرچہ وہ اکٹھے ہو جائیں اس کے لیے

اِجْتَمَعَ يَجْتَمِعُ ، اِجْتِمَاعٌ : جمع ہونا (VIII)

وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ - اور اگر چھین لے جائے ان سے (س ل ب)

سَلَبَ يَسْلُبُ ، سَلْبٌ : چھین کر لے جانا

اردو میں: سلب (کر لینا) بمعنی چھین لینا

وَاِنۡ يَّسۡلُبۡهُمُ الذُّبَابُ شَيۡـئًا لَّا يَسۡتَنۡقِذُوۡهُ مِنۡهُ‌ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالۡمَطۡلُوۡبُ ۝

الذُّبَابُ شَيۡـئًا - مکھی کوئی (بھی) چیز

(ذ ب ب)

ذَبَّ يَذُبُّ کا معروف مفہوم: دُور کرنا، ہٹانا، دفع کرنا، روکنا (repel/defend/ward off)

ذُبَاب لفظ میں حرکت/چکر/چبھنے یا بار بار ہٹائے جانے کا تصور (جسے بار بار ہٹایا جائے اور وہ پھر لوٹ آئے)

لَّا يَسۡتَنۡقِذُوۡهُ مِنۡهُ - نہیں وہ چھڑا سکتے اسے اس (مکھی) سے

(ن ق ذ)

اِسْتَنْقَذَ يَسْتَنْقِذُ ، اِسْتِنْقَاذٌ : چھڑانا، بچانا (X)

اس میں قبضے/قید سے چھڑانا، دشمن کے قبضے سے نکالنا، کسی مہلک فتنہ یا بحران سے نکالنا (یعنی rescue operation کا مفہوم)

اردو میں : اِنقاذ (نجات دلانا) انقاذی کاروائی (rescue operation)

ضَعُفَ الطَّالِبُ - کمزور ہے مانگنے والا

ضَعُفَ يَضْعُفُ ، ضَعْفًا : کمزور ہونا

طَالِب : مانگنے والا

وَالۡمَطۡلُوۡبُ - اور (وہ) جس سے مانگا گیا

مَطْلُوْب : طلب کیا ہوا، جس سے مانگا جائے، مطلوب، معبود

ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ : قرآن کے **اِیجاز** کی ایک بہترین مثال (کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ معنی کرنا)

دو الفاظ لیکن- شرک اور شرک کے فلسفے کا مکمل انہدام، پجاری اور معبود دونوں کی کمزوری کا اعلان۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ
يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿٧٣﴾

لوگو، ایک مثال دی جاتی ہے، غور سے سنو۔ جن معبودوں کو تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو وہ اسے چھڑا بھی نہیں سکتے۔ مدد چاہنے والے بھی کمزور اور جن سے مدد چاہی جاتی ہے وہ بھی کمزور۔

O people, a parable is set forth; pay heed to it. Those who call upon you other than Allah shall never be able to create even a fly, even if all of them were to come together to do that. And if the fly were to snatch away anything from them, they shall not be able to recover that from it. Powerless is the supplicant; and powerless is he whom he supplicates.

محمد اقبال

سورۃ الحج۔ آخری رکوع

- قرآن کی دعوت کے اعتبار سے یہ نہایت جامع مقام ہے۔ یہاں قرآن کی دعوت کو دو واضح حصوں میں تقسیم کر کے پیش کیا گیا ہے: دعوتِ عمومی اور دعوتِ خصوصی۔

دعوتِ عمومی: ایمان کی عالمگیر پکار:

- پہلی چار آیات میں خطاب ہے: "يَآَيُّهَا النَّاسُ" اے لوگو! یہ پوری انسانیت کے لیے ایمان کی دعوت ہے: اللہ پر ایمان، رسول ﷺ پر ایمان، آخرت، بعث بعد الموت، جنت و دوزخ پر ایمان۔ یہ وہ بنیادی مرحلہ ہے جہاں صرف "ماننے" کی دعوت دی جاتی ہے، کیونکہ جب تک کوئی اللہ اور رسول کو نہ مانے، عبادات کا تقاضا بے معنی

توحید کی عقلی دلیل: مکھی کی مثال:

- مشرکین مکہ کو جھنجھوڑنے کے لیے ان کے بتوں کی مثال دی گئی: وہ سب مل کر بھی ایک مکھی پیدا نہیں کر سکتے۔ بلکہ اگر مکھی ان کے سامنے سے کوئی چیز لے جائے تو واپس بھی نہیں لے سکتے۔ یہی وہ انداز ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کے سامنے اختیار کیا تھا۔ نتیجہ: "ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ" —— کمزور ہے پکارنے والا بھی اور جسے پکارا جا رہا ہے وہ بھی۔

دعوتِ خصوصی: ایمان کے بعد عمل:

- آخری دو آیات میں خطاب بدلتا ہے: "يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا" اے ایمان والو! یہ دعوتِ عمل ہے: رکوع و سجود، عبادت، نیکی، اور اللہ کی راہ میں جہاد۔ یعنی ایمان کے بعد اس کے تقاضے پورے کرنا لازم ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـــًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝

مشرکین کے شرکاء کی حقیقت

- یہ آیت بلاغت کے اعتبار سے قرآن کے بہترین مقامات میں سے ہے۔ اس میں اسلوبِ خطاب، تمثیل، حکیمانہ طنز، ایجاز (اختصار)، تقابل، اور صوتی/لفظی حسن سب کچھ اکٹھا ہے
- اس آیت میں یہ بتایا گیا کہ مشرکین جن معبودوں کی عبادت کرتے ہیں اس کے لیے ان کے پاس نہ کوئی نقلی دلیل ہے نہ عقلی۔ یہ محض ان کی جہالت اور حماقت کا نتیجہ ہے۔ اب ان کے اس فعل کی قباحت کو ایک مثال دے کر واضح کیا جارہا ہے
- یہ کس طرح کی تمثیل ہے؟
- یہ ایک تحقیری تمثیل (Humiliating Parable) ہے، ایسی مثال جو باطل معبودوں کی حقیقت کو انتہائی حقیر اور کمزور بنا کر دکھاتی ہے ۔ اگر تمہارا "خدا" ایک مکھی بھی نہیں بنا سکتا تو وہ خدا کیسے؟ یہ تمہارے معبودوں کی حقیقت ہے!
- یہ ایک عقلی دلیل (Rational Argument) بھی ہے، محض جذباتی بات نہیں، خالص منطق ہے، یہ تمہارے سارے دیوی دیوتا، جن کو تم پکارتے ہو، اگر ایک مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں پیدا کر سکتے اگرچہ اس کے لیے سب مل کر اپنا پورا زور صرف کر ڈالیں۔ اور یہی نہیں کہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ ان کی بے بسی کا حال ان سے اگر مکھی خوراک کو کوئی ذرہ چھین لے جائے تو یہ اس کو اس سے واپس نہیں لے سکتے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْــــًٔـا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝

- مکھی کا ذکر ہی کیوں؟ مکھی (Common Fly) ، ایک نہایت معمولی ، کمزور، حقیر اور نظر انداز کی جانے والی مخلوق لیکن ایک حیرت انگیز ساخت رکھتی ہے۔ اس کی آنکھیں، پر، اعصابی نظام انتہائی پیچیدہ ہیں - یعنی اگر تمہارا معبود ایک مکھی جیسی معمولی مخلوق بھی پیدا نہیں کر سکتا، تو وہ کائنات کیسے سنبھالے گا؟ یہ مثال تضاد کے ذریعے استدلال ہے، دعویٰ بہت بڑا- قدرت صفر

مکھی کی تخلیق - خالق کی صناعی

- مکھی جیسی بظاہر معمولی مخلوق کے اندر حیرت انگیز حیاتیاتی پیچیدگی پائی جاتی ہے
- اس کی آنکھیں دراصل ہزاروں ننھے عدسوں (compound eyes) پر مشتمل ہوتی ہیں، جن میں ہر عدسہ الگ زاویے سے منظر کو دیکھتا ہے، جس سے اسے وسیع اور تیز ردِّ عمل والا بصری نظام حاصل ہوتا ہے
- اس کے پر (Wings) نہایت باریک عضلات (Fine muscles) اور اعصابی اشاروں (Neural impulses) کے تحت فی سیکنڈ سینکڑوں بار حرکت کرتے ہیں، جس سے وہ انتہائی مہارت سے پرواز اور توازن برقرار رکھتی ہے
- اس کا اعصابی نظام بھی نہایت منظّم ہوتا ہے جو آنکھ، پر، ٹانگوں اور حسّی اعضا (Sensory organs) کے درمیان فوری رابطہ قائم رکھتا ہے، تاکہ وہ خطرے سے فوراً بچ سکے
- یہ ساری ساخت اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ جس مخلوق کو انسان معمولی سمجھتا ہے، اس کی تخلیق بھی انسانی قدرت سے باہر اور خالق کی حکمت کی روشن دلیل ہے۔

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۷۴﴾ اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۷۵﴾ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ - انہوں نے قدر نہیں کی اللہ کی جو حق ہے اسکی قدر کا

اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ - بیشک اللہ یقیناً نہایت طاقت والا خوب غالب ہے۔

اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ - اللہ چن لیتا ہے

(ص ف و) اِصْطَفٰی یَصْطَفِیْ ، اِصْطِفَآءٌ : چن لینا (VIII)

یہ عام چننا/انتخاب نہیں۔اس میں خاص کو منتخب کرنا، بہترین کو چننا، عزت/منصب کے لیے چننا، برگزیدہ کرنے کو چننا

مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا - فرشتوں میں سے کچھ پیغام پہنچانے والے

وَّ مِنَ النَّاسِ - اور لوگوں میں سے (بھی)

اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ - بلاشبہ اللہ خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے۔

یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ - وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے

اَیْدِیْ : یَدٌ کی جمع (ہاتھوں)

بَیْنَ اَیْدِي : ہاتھوں کے درمیان (سامنے)

وَ مَا خَلْفَهُمْ - اور جو ان کے پیچھے ہے

خَلْفَ : پیچھے

وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ - اور اللہ ہی کی طرف تمام امور لوٹائے جاتے ہیں

رَجَعَ یَرْجِعُ ، رَجْعٌ : لوٹانا

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدۡرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیۡزٌ ﴿۷۴﴾ اَللّٰهُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیۡعٌۢ
بَصِیۡرٌ ﴿۷۵﴾ یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡهِمۡ وَ مَا خَلۡفَهُمۡ ؕ وَ اِلَی اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۷۶﴾

ان لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہ پہچانی جیسا کہ اس کے پہچاننے کا حق ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ قوت اور عزت والا تو اللہ ہی ہی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ (اپنے فرامین کی ترسیل کے لیے) ملائکہ میں سے بھی پیغام رساں منتخب کرتا ہے، اور انسانوں میں سے بھی۔ وہ سمیع اور بصیر ہے

کچھ ان کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے او جھل ہے اس سے بھی وہ واقف ہے، اور سارے معاملات اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں

They have not formed a true estimate of Allah. Indeed, Allah is All-Powerful, Mighty.
Allah chooses Messengers from among angels and from among men (to convey His commands). Allah is All-Hearing, All-Seeing.
He knows all that is before them and that which is hidden from them. It is to Allah that all affairs are returned.

محمد اقبال

مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝۷۴

- **حقیقت شرک اور اللہ کی ناقدری:** آیت مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ دراصل مشرکین پر یہ فیصلہ کن گرفت ہے کہ انہوں نے اللہ کی عظمت، شانِ ربوبیت اور اختیارِ مطلق کو اس کے شایانِ شان نہیں پہچانا۔ وہ اللہ کے واضح آثارِ قدرت اور اس کی عجیب و غریب مخلوق کو دیکھتے ہیں، پھر بھی ایسے عاجز و بے بس معبودوں کو اللہ کا شریک ٹھہرا دیتے ہیں جن میں نہ کسی کی مدد کرنے کی طاقت ہے، نہ ان کے پاس کوئی حقیقی اختیار۔ یہاں شرک کی بنیادی غلطی سامنے لائی گئی ہے: جب آدمی اللہ (حقیقی مالک، خالق اور معبود) کی قدر ہی نہ پہچانے تو وہ مخلوق کو خدا کے مقام پر لا بٹھاتا ہے، حالانکہ مخلوق خود محتاج اور محدود ہے۔
- **کمزور معبودوں کی بے بسی کی مثال:** اس ناقدری کو نمایاں کرنے کے لیے آیت کے سیاق میں بتوں اور دیوی دیوتاؤں کی کمزوری پر ایسی مثالیں آتی ہیں جو انسان کی عقل کو جھنجھوڑ دیتی ہیں: جیسے مکھی کی مثال دی گئی کہ یہ سب مل بھی جائیں تو مکھی جیسی حقیر مخلوق بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ مطلب یہ کہ جن ہستیوں کے پاس اپنے دفاع، اپنے اختیار، اور اپنی قدرت کا ادنیٰ ثبوت بھی نہیں، ان سے فریاد اور توکل کس قدر بے معنی اور خود فریبی ہے۔ یہ اختیار صرف اللہ کا ہے، وہی اپنے علم و قدرت سے فیصلے فرماتا ہے اور اسی کے حکم سے امور چلتے ہیں۔
- **اللہ کی قوت و غلبہ: اصل معیار:** اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ - اللہ کمزور، عاجز یا بے بس نہیں کہ اسے کسی سہارے یا شریک کی حاجت ہو؛ وہ قوی ہے، یعنی اس کی قوت کی کوئی مثال نہیں، اور عزیز ہے، یعنی وہ سب پر غالب ہے، اس کے ارادے پر کسی کا زور نہیں چلتا۔ زمین و آسمان کی تمام مخلوقات اس کے قبضے میں ہیں اور اس کے سامنے عاجز ہیں؛ وہ جو ارادہ فرماتا ہے اسے پورا کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے، اور کسی کو مجال نہیں کہ اس کے فیصلے میں مزاحم یا رکاوٹ بن سکے۔ پس جو لوگ اللہ کی حقیقی قدر پہچان لیتے ہیں، ان کے لیے شرک کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی، کیونکہ **طاقت، اختیار اور حاکمیت کا واحد حقیقی مرکز صرف اللہ تعالیٰ ہے۔**

اَللّٰهُ يَصۡطَفِىۡ مِنَ الۡمَلٰٓـئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ ۢ بَصِيۡرٌ‌ ۚ﴿۷۵﴾ يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ‌ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۷۶﴾

فرشتوں کی حیثیت

- مشرکینِ عرب فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں سمجھتے تھے اور یہود و نصاریٰ حضرت عزیر اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا قرار دیتے تھے۔ قرآن اس عقیدے کی سختی سے تردید کرتا ہے اور واضح کرتا ہے کہ فرشتے بھی اللہ کی مخلوق ہیں اور انسان بھی۔ ان میں سے کسی میں الوہیت کی کوئی صفت نہیں۔ البتہ اللہ اپنے فضل سے فرشتوں اور انسانوں میں سے جسے چاہے پیغامبری کے لیے منتخب کرتا ہے، اور یہی ان کا اعزاز ہے - نہ کہ خدائی کا درجہ
- رسالت کے واسطوں کا ذکر: یہاں رسالت کے دو واسطوں کا ذکر ہے، جس میں ایک " رسول ملک " ہے اور دوسرا " رسول بشر " ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں میں سے وحی لانے کے لیے چنے گئے، اور انسانوں میں سے انبیاء و رسل کو نبوت و رسالت کے منصب پر فائز کیا گیا اس امت کے لیے نبی کریم ﷺ کو چنا گیا)۔ یہ انتخاب خدمتِ دین کے لیے ہے، نہ کہ کسی کو اللہ کی ذات یا صفات میں شریک بنانے کے لیے۔ نبوت اعزاز ہے، الوہیت نہیں۔
- اللہ کی صفاتِ سمع و بصر: اللہ ہی حقیقی طور پر سَمِيعٌ بَصِيرٌ ہے - وہ سب کی سنتا ہے اور سب کو دیکھتا ہے۔ مخلوق کی حاجات پوری کرنے کی قدرت صرف اسی کے پاس ہے۔ فرشتے بھی اسی کی نگرانی میں ہیں اور اسی کے حکم کے تابع ہیں۔ لہٰذا کسی مخلوق کو اللہ کا شریک بنانا سراسر گمراہی ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۩ وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا - اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم رکوع کرو

رَكَعَ يَرْكَعُ ، رُكُوْعًا : رکوع کرنا

وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ - اور سجدہ کرو اور عبادت کرو اپنے رب کی

عَبَدَ يَعْبُدُ ، عِبَادَةٌ : عبادت کرنا

وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ - اور بھلائی کے کام کرو

فَعَلَ يَفْعَلُ ، فِعْلًا : کرنا، کام کرنا

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ - تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ

جَاهَدَ يُجَاهِدُ ، مُجَاهَدَةٌ : کوشش کرنا (III)

وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ - اور جہاد کرو اللہ (کے راستے) میں جیسا کہ اس کے جہاد کرنے کا حق ہے

(ج ب و) اِجْتَبٰى يَجْتَبِيْ ، اِجْتِبَآءٌ : چن لینا، منتخب کرنا (VIII)

کسی کو قریب کر لینا، اپنے لیے منتخب کر لینا، اپنے دائرۂ قرب میں لے آنا

هُوَ اجْتَبٰىكُمْ - وہ ہے (جس نے) چنا ہے تمہیں

وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ - اور نہیں ڈالی اس نے تم پر

حَرَجٌ : تنگی، گھٹن، دشواری (دل یا حالت کی ایسی تنگی جس میں آدمی گھبرا جائے) - یہاں مشقت، ناقابل برداشت سختی مراد

فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ - دین میں کوئی تنگی (مشکل)

مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ - (تم قائم ہو جاؤ) اپنے باپ ابراہیم کے دین پر

اَبِيْ : باپ

هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ۬ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۖۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ۭ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ؀

هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ - وہی ہے (جس نے) نام رکھا ہے تمہارا مسلمان

سَمّٰى يُسَمِّيْ ، تَسْمِيَةٌ : نام رکھنا (II)

مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا - اس (قرآن) سے پہلے اور اس (قرآن) میں (بھی)

لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ - تاکہ ہو رسول گواہ تم پر

شَهِيْد : گواہ – اس کی جمع شُهَدَاء

وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ - اور ہو جاؤ تم گواہ لوگوں پر

كَانَ يَكُوْنُ ، كَوْنًا : ہو جانا

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ - پس تم نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو

وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ - اور مضبوطی سے تھام لو اللہ کو

اِعْتَصَمَ يَعْتَصِمُ ، اِعْتِصَامٌ : پکڑنا، مضبوطی سے تھامنا (VIII)

هُوَ مَوْلٰىكُمْ - وہی تمہارا کارساز ہے

مَوْلٰى : آقا/ مالک، مددگار، سرپرست / کارساز، ولی

فَنِعْمَ الْمَوْلٰى - سو کیا ہی اچھا کارساز ہے

نِعْمَ : فعل مدح (بہترین، بہت اچھا)

وَنِعْمَ النَّصِيْرُ - اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

نَصِيْر : مددگار (نَصْرٌ، مصدر سے مبالغہ کا صیغہ)

السجدۃ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا ارۡكَعُوۡا وَ اسۡجُدُوۡا وَ اعۡبُدُوۡا رَبَّكُمۡ وَ افۡعَلُوا الۡخَيۡرَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۚ﴿۷۷﴾ وَ جَاهِدُوۡا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجۡتَبٰٮكُمۡ وَ مَا
جَعَلَ عَلَيۡكُمۡ فِى الدِّيۡنِ مِنۡ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيۡكُمۡ اِبۡرٰهِيۡمَ ؕ هُوَ سَمّٰٮكُمُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ ۙ مِنۡ قَبۡلُ وَفِىۡ هٰذَا لِيَكُوۡنَ الرَّسُوۡلُ شَهِيۡدًا عَلَيۡكُمۡ وَتَكُوۡنُوۡا
شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۖۚ فَاَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعۡتَصِمُوۡا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوۡلٰٮكُمۡ ۚ فَنِعۡمَ الۡمَوۡلٰى وَنِعۡمَ النَّصِيۡرُ ﴿۷۸﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، رکوع اور سجدہ کرو، اپنے رب کی بندگی کرو، اور نیک کام کرو، شاید کہ تم
کو فلاح نصیب ہو، اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ اس نے تمہیں اپنے کام کے
لیے چن لیا ہے اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی، قائم ہو جاؤ اپنے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کی
ملت پر۔ اللہ نے پہلے بھی تمہارا نام "مسلم" رکھا تھا اور اس (قرآن) میں بھی (تمہارا یہی نام
ہے)۔ تاکہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ۔ پس نماز قائم کرو، زکوۃ دو، اور اللہ
سے وابستہ ہو جاؤ۔ وہ ہے تمہارا مولی، بہت ہی اچھا ہے وہ مولی اور بہت ہی اچھا ہے وہ مددگار۔

Believers! Bow down and prostrate yourselves and serve your Lord and do good that you may prosper.
Strive in the cause of Allah in a manner worthy of that striving. He has chosen you (for His task), and He has not laid upon you any hardship in religion. Keep to the faith of your father Abraham. Allah named you Muslims earlier and even in this (Book), that the Messenger may be a witness against you, and that you may be witnesses against all mankind. So establish Prayer, and Pay Zakah, and hold fast to Allah. He is your Protector! What an excellent Protector! What an excellent Helper!

محمد اقبال

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۩ ۝٧٧

- **امتِ مسلمہ کی ذمہ داری کا منصب:** سورۃ الحج کے اختتام پر اہلِ ایمان کو خطاب — رکوع، سجود، عبادت اور اعمالِ خیر کا حکم دے کر بتایا گیا کہ حقیقی فلاح عملی بندگی سے حاصل ہوتی ہے۔ براہ راست خطاب فرما کر انھیں اس عظیم ذمہ داری کی ادائیگی کے لیے اپنے اندر جن صفات کا پیدا کرنا ضروری ہے ان کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے۔

اس سے پہلے مشرکینِ مکہ کی خیانت واضح کی گئی کہ انہوں نے بیت اللہ کو توحید کے مرکز کے بجائے شرک کا گڑھ بنا دیا اور اس کی اصل ذمہ داری ادا نہ کی۔ اسی بنا پر ان سے تولیت کا منصب لے کر یہ عظیم امانت امتِ مسلمہ کو سونپی گئی، تاکہ وہ بیت اللہ کی حقیقی روح اور مقصد کی پاسداری کرے۔

- **نماز کا حکم:** نماز اس امت کی قیادت و امامت کی بنیادی تربیت ہے، جو بندگی، عاجزی اور اللہ سے عہدِ وفا کو تازہ کرتی ہے۔ یہ انسان کو اقتدار کی آزمائش میں تکبر، رعونت اور خود غرضی سے بچا کر اللہ کی حاکمیت کا شعور دیتی ہے۔ نماز دراصل وہ روحانی نظم ہے جو اسلامی ریاست اور اسلامی کردار کی بنیاد رکھتی ہے۔

- **اللہ کی اطاعت:** عبادت کا مطلب صرف نماز نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں اللہ کی اطاعت ہے۔ اسلام میں دین مسجد تک محدود نہیں بلکہ قانون، سیاست، معیشت اور معاشرت سب کو محیط ہے۔ اللہ کی اطاعت کا فلسفہ یہ ہے کہ انسان اپنی خواہش کے بجائے وحی کو معیار بنائے۔

- **خلقِ خدا کی خدمت:** "وَافْعَلُوا الْخَيْرَ" کے ذریعے خدمتِ انسانیت کو امت کا لازمی وصف قرار دیا گیا۔ اسلامی قیادت کا مقصد صرف اپنے ماننے والوں نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے خیر اور عدل فراہم کرنا ہے۔ فلاح اسی وقت ملتی ہے جب بندگیِ رب کے ساتھ انسانیت کی خدمت بھی شامل ہو۔

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا

امتِ مسلمہ کی اصل حیثیت کی وضاحت

- سورۃ الحج کی یہ آخری عظیم آیت - امتِ مسلمہ کا "منشورِ امامت و ذمہ داری" ہے: گزشتہ آیت میں امامت و سیادت کی بنیادی صفات کا حکم دیا گیا، اور یہاں واضح کیا جا رہا ہے کہ ان صفات کی تیاری کے بعد اصل فریضہ اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے سرتوڑ کوشش ہے۔ اسی لیے صرف "جہاد" نہیں فرمایا بلکہ حَقَّ جِهَادِهٖ کی قید لگا دی کہ یہ جدوجہد ایسی ہو جس میں تساہل، ذہنی تحفظ، مصلحت اندیش رکاوٹیں یا حالات کا دباؤ حائل نہ ہو۔ پھر اللہ کی اجتباء (چناؤ) اور دین میں عدمِ حرج کی بشارت دے کر امت کو ملتِ ابراہیم سے جوڑتا اور "مسلمین" کی شناخت مستحکم کرتا ہے، تاکہ رسول ﷺ تم پر گواہ ہوں اور تم انسانیت پر حق کی گواہی قائم کرو۔
- جہاد کا مفہوم اور اس کی اقسام - جہاد کا لغوی مفہوم یہ ہے کہ دشمن کے مقابلے میں اپنی پوری ممکنہ طاقت کھپا دی جائے (استفراغُ الوُسع)۔علامہ راغب کے مطابق جہاد کی تین قسمیں ہیں: ① ظاہری دشمن سے جہاد، ② شیطان سے جہاد، اور ③ نفس سے جہاد۔ زیرِ بحث آیت میں یہ تینوں پہلو شامل ہیں، یعنی اللہ کے کلمے کی سربلندی کے راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو ہٹانے کی کامل جدوجہد
- بظاہر مقصد مخالف قوتوں کو مغلوب کرنا دکھائی دیتا ہے، مگر گہری حقیقت یہ ہے کہ پہلا اور بنیادی ہدف نفسِ امّارہ ہے جو ایمان و اطاعت سے ہٹانے کی کوشش کرتا ہے۔ جب تک نفس اور خواہشات مسخر نہ ہوں، بیرونی کامیابیاں بھی اعلاءِ کلمۃ الحق کا حقیقی سبب نہیں بنتیں - اکثر باہر کا دشمن ہار جاتا ہے مگر مفاد اور ہوس مجاہد کو ہرا دیتی ہے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے خواہشات کے خلاف جہاد کی تاکید فرمائی اور اسے "جہادِ اکبر" قرار دے کر اس کی مرکزی اہمیت واضح کی۔

وَجَاهِدُوْا فِى اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِىْ هٰذَا

- **جہاد کے حکم کا سبب:** مسلمانوں کو حقِ جہاد کی سر توڑ کوشش اس لیے حکم دی گئی کہ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ - اللہ نے انہیں کلمۂ حق کی سربلندی کے عظیم مشن کے لیے چن لیا ہے - قریش و یہود اس منصبِ قیادت و گواہی سے معزول کیے گئے، اور یہ اعزاز اب امتِ مسلمہ کو دیا گیا۔ لہٰذا لازم ہے کہ امت اس منصب کی لاج رکھے اور اس کی ذمہ داریاں پورے عزم و استقامت سے ادا کرے

- **دین میں حرج نہ ہونے کا مفہوم:** وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ کا اصل پیغام یہ ہے کہ اللہ نے دین کی ذمہ داری تم پر ڈالی ہے مگر اسے ناقابلِ عمل بوجھ نہیں بنایا؛ یہود کی طرح خودساختہ پابندیوں سے نہیں، بلکہ فطری آسانی سے چلنے والا دین ہے۔ یہ دین قبول کرنے کے بعد تمہاری مادی، علمی اور روحانی ترقی کی راہیں بند نہیں ہوتیں، بلکہ درست سمجھ اور صحیح عمل کے ساتھ کھلتی ہیں - صحابہؓ کی تاریخ اس کی زندہ دلیل ہے کہ انہوں نے دین اٹھایا تو علم، عدل اور تہذیب کی راہیں وسیع ہوئیں

← پھر مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ کہہ کر بتایا گیا کہ یہ کوئی نیا تجربہ نہیں؛ یہی اصل دینِ توحید ہے جس کی بنیادیں ہمیشہ سے ایک رہی ہیں، اور اب اسے جامع صورت میں زندہ کیا جارہا ہے

← حضرت ابراہیمؑ کا ذکر خاص طور پر اس لیے بھی ہے کہ وہ دین کے لیے قربانی اور استقامت کا عملی نمونہ ہیں -یعنی اللہ کی رضا اور دین کی سربلندی کے لیے قدم قدم پر ایثار

← لہٰذا آیت کی روح یہ ہے: دین مشکل نہیں، ہم اسے مشکل بناتے ہیں؛ اور امت کی کامیابی اسی میں ہے کہ وہ ملتِ ابراہیمؑ کے اسوہ پر چلتے ہوئے دین کو بوجھ نہیں، مشن سمجھے۔

- حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کے گھر کی تعمیر کے بعد دعا میں آنے والی آخری امت کو پہلے ہی " مسلمین " کا نام دیا تھا، جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہی دین دراصل ملتِ ابراہیمی ہے جس کے احیاء کے لیے انہوں نے دعا کی تھی۔

لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَمَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝٧٨

- امتِ مسلمہ کے وجود کا مقصد - شہادتِ حق

- لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا ... امتِ مسلمہ کے وجود کا مرکزی مقصد ہے: رسول ﷺ تم پر حق کی گواہی قائم کریں اور تم پوری انسانیت پر حق کی گواہی دینے والی امت بنو۔ یہ منصب پہلے حضرت ابراہیمؑ کی نسبت سے نمایاں ہوا، پھر بنی اسرائیل اور جزوی طور پر قریش کو دیا گیا، مگر نااہلی کے باعث وہ اس ذمہ داری کو ادا نہ کر سکے۔ اب یہ امانت قیامت تک کے لیے امتِ مسلمہ کے سپرد ہے کہ وہ دینِ حق کو علم، اخلاق، عدل، اور اجتماعی نظام کی صورت میں دنیا کے سامنے زندہ گواہی بنا کر پیش کرے۔

- رسول ﷺ کا اسوہ: شہادت کا عملی نمونہ : رسول ﷺ نے اسی شہادتِ حق کو زندگی کے ہر دکھ اٹھا کر امانت و دیانت کے ساتھ واضح کیا: مجملات کھولے، مبہمات کی توضیح کی، احکام کو عمل میں ڈھالا، اور فرد سے ریاست تک اجتماعی زندگی کو دین کے سانچے میں منظم کر کے دکھایا۔ اب یہی مشن امت کے حوالے ہے کہ وہ محض دعویٰ نہیں، عملی نمونہ بن کر حق کو نمایاں کرے

- بنیادیں: نماز، زکوٰۃ، اور اللہ کی رسی : اسی لیے آخر میں اقامتِ صلوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ پر زور ہے کہ دین کی عمارت انہی ستونوں پر کھڑی ہے؛ ان کے بغیر شہادتِ حق کمزور اور دھندلی ہو جاتی ہے۔

- اس مشن کی حفاظت کے لیے حکم ہے: وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ - اللہ کی رسی (دین) کو مضبوطی سے تھامے رکھو، کیونکہ زمانہ بدلتا ہے، دباؤ آتے ہیں، اور بیرونی اثرات اجتماعی زندگی کو کمزور کرتے ہیں۔ جو امت توکل اور دین کے اس رشتے کو مضبوط رکھے گی وہ ذمہ داری ادا کرے گی؛ اور جو اللہ کے بجائے دوسرے سہاروں کی طرف جھکے گی اس کا مقصدِ وجود ہی مشتبہ ہو جائے گا۔ نتیجہ یہی ہے، اللہ ہی بہترین کارساز اور بہترین مددگار ہے - اسی پر بھروسہ اور اسی کے دین پر ثابت قدمی امت کی کامیابی کی شرط ہے۔

اضافی مواد

Reference Material

آیت 73 کی بلاغت

- عالمگیر خطاب: " یَآاَیُّھَا النَّاسُ" پوری انسانیت کو مخاطب کرکے مثال کو زمانی و مکانی حدود سے بلند کر دیا گیا
- توجہ کی تنبیہ: "ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ" - مثال شروع کرنے سے پہلے سنجیدہ انداز میں سننے کا حکم - دلیل کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔
- قطعی نفی: " لَنْ یَّخْلُقُوْا" - "لن" کے ذریعے ہمیشہ اور ہر گز کی نفی - امکان کو اصولی طور پر ختم کر دیتا ہے
- تحقیر کی تمثیل: "ذُبَابًا " (نکرہ) - ایک معمولی مکھی بھی نہیں - معبودانِ باطل کی بے بسی کو نمایاں کرنا
- منطقی مبالغہ : "وَلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ" - سب مل جائیں تب بھی عاجز - ہر ممکن عذر کا دروازہ بند۔
- دفاع کی نفی: " وَإِن یَسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا " - تخلیق تو دور، چھینی ہوئی چیز بھی واپس نہیں لے سکتے
- لفظ "یَسْتَنْقِذُوہُ" زبردستی چھڑانے کا مفہوم - مکمل بے اختیاری کی تصویر
- دلائل کی تدریج: تخلیق کی نفی ← اجتماع کی نفی ← دفاع کی نفی ← حتمی فیصلہ
- ایجاز (کی بہترین مثال): "ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ" - دو لفظوں میں پوری بحث کا خاتمہ۔
- تقابل کا کمال: پکارنے والا بھی کمزور، جسے پکارا جا رہا ہے وہ بھی کمزور - دونوں اطراف سے باطل کا انہدام

آیت 73 - مکھی کی مثال اور اس کا سائنسی پس منظر

- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے لوگو! ایک مثال بیان کی جا رہی ہے، اسے غور سے سنو۔ تم اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، اگرچہ وہ سب اس کے لیے جمع ہو جائیں۔ اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو وہ اسے اس سے چھڑا نہیں سکتے۔ طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں۔" (سورۃ الحج: 73)

مکھی کی غذائی عادت (سائنسی حقیقت):

- عام گھریلو مکھی کے منہ کے اعضاء چبانے کے لیے نہیں بلکہ چوسنے کے لیے بنے ہیں
- مکھی ٹھوس خوراک نہیں کھا سکتی، اس لیے وہ اپنے تھوک (لعاب) اور ہاضمے کے رس کو کھانے پر خارج کرتی ہے
- یہ رطوبتیں طاقتور خامروں (enzymes) پر مشتمل ہوتی ہیں جو ٹھوس کھانے کو فوری طور پر تحلیل کر کے مائع میں تبدیل کر دیتی ہیں
- اس عمل کو "بیرونی ہضم" (external digestion) کہا جاتا ہے
- اس کے بعد مکھی اس مائع کو چوس کر اپنی غذا بنا لیتی ہے۔
- یہ سائنسی حقیقت ظاہر کرتی ہے کہ مکھی جب کسی چیز کو "چھینتی" ہے تو وہ چیز مکمل طور پر تبدیل ہو جاتی ہے اور اپنی اصلی حالت میں واپس لانا ناممکن ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ خوراک کو micro-droplet میں تبدیل کر دیتی ہے

آیت 73 - مکھی کی مثال اور اس کا سائنسی پس منظر

آیت 73 اور سائنس کا باہمی ربط:

- "مکھی چھین لے" مکھی کا اپنے خامروں سے کھانے کو مائع بنا لینا
- "وہ اسے چھڑا نہیں سکتے" مائع شدہ خوراک کو واپس اصلی حالت میں لانا ناممکن، کیونکہ خوراک کیمیائی طور پر ٹوٹ جاتی ہے اور مکس ہو جاتی ہے۔اسے "چھڑا لینے" کا تصور صرف طاقت کا نہیں، ممکنات کا بھی سوال بن جاتا ہے
- "طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں" بت بھی بے بس، مکھی بھی کمزور مگر اللہ کی قدرت کامل

اہم نکات

- اللہ کی قدرت کا کمال: ایک معمولی سی مکھی کے نظام ہاضمہ میں اتنی پیچیدہ تخلیق ہے کہ انسان اور اس کے خود ساختہ معبود اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔
- بتوں کی بے بسی: اگر یہ معبود حقیقی طاقت رکھتے تو وہ ایک مکھی سے بھی اپنی چیز واپس نہیں لے سکتے۔
- قرآن کا اعجاز: یہ آیت ایک غیر معمولی دقیق مثال سے باطل معبودوں کی بے بسی دکھاتی ہے، جدید علمِ حشرات (entomology) اس مثال کے اندر چھپے پہلوؤں کو اور زیادہ واضح کر دیتا ہے۔
- توحید کا ثبوت: یہ مثال واضح کرتی ہے کہ صرف اللہ ہی کامل طاقت رکھتا ہے، اس کے سوا کوئی بھی معبود حقیقی طاقت نہیں رکھتا
- یہ قرآنی مثال نہ صرف مشرکین کے عقیدے کی تردید کرتی ہے بلکہ سائنسی حقیقت سے مکمل مطابقت رکھتی ہے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ قرآن خالق کائنات کا کلام ہے۔

آیت 73 - مکھی کی مثال اور اس کا سائنسی پس منظر

- یہ مثال بتاتی ہے کہ باطل معبود نہ نظام بنا سکتے ہیں اور نہ نظام کے اندر ہونے والے معمولی واقعے کو reverse کر سکتے ہیں
- یعنی مشرکانہ خدائی کے دو بنیادی دعووں کو ختم کرتی ہے۔(ا) قدرت تخلیق (creative power) قدرتِ تصرف/کنٹرول (control over outcomes)-ان میں اس ان کو کسی کی قَدرت نہیں
- مکھی ایک انتہائی کمزور مخلوق ہے مگر اس کا نظام (feeding + digestion) انتہائی sophisticated ہے ، یہ تضاد "قدرتِ الٰہی" کے استدلال کو اور طاقتور بنا دیتا ہے۔ یعنی
- جو ہستی ایک کمزور مخلوق میں ایسا دقیق (complex) نظام رکھ سکتی ہے، اس کے مقابلے میں انسان کے بنائے ہوئے معبودوں کی حیثیت کیا ہے؟
- لہٰذا شرک کی بنیاد - غیر اللہ پر کسی بھی قسم کا انحصار عقلاً بھی باطل ہے
- کامل قدرت صرف اللہ کیلئے ہے، یہی توحید اور اس کا درس ہے

آیات ۷۳ - ۷۸ - معارف

- عقیدہ شرک کی بنیاد کی کمزوری کو بیان کرنے میں قرآن کی بیان کردہ ضرب المثل سننے کی دعوت (يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ)
- مشرکین کے خداؤں کا سب مل کر بھی حتی کہ ایک مکھی کو خلق کرنے سے عاجز ہونا عقیدہ شرک کے کھوکھلا ہونے کی واضح اور ناقابل انکار دلیل۔ (إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا)
- اگر مکھی جیسی ناتوان مخلوق ان خداؤں سے کوئی چیز چھین لے تو یہ اس سے وہ چیز واپس لینے سے بھی عاجز ہیں یہ بات مشرکین کے عقیدے اور فکر کے بے بنیاد ہونے کی ایک اور واضح اور ناقابل انکار دلیل ہے۔ (إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن يَخْلُقُوا ذُبَابًا)
- دلائل کے ساتھ نہ صرف بتوں کی کمزوری اور ناتوانی بلکہ ان کی پرستش کرنے والوں کی جہالت اور نادانی بھی سب کیلئے آشکار ہو گئی (ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ)
- اللہ کے ساتھ کسی بھی درجے میں شرک ۔اللہ کی قدر نہ پہچاننا ہے (مَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ)
- انبیاء علیہم السلام، مقام نبوت پر فائز ہونے سے پہلے بھی خالص اور شائستہ شخصیت کے مالک ہوتے ہیں۔ (اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ) -
- اپنی رسالت کیلئے فرشتوں اور انسانوں میں سے ناب و خالص اور لائق افراد کا انتخاب کرتا ہے۔ (اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ) -

آیات ۷۳ - ۷۸ - معارف

- معاشرتی ذمہ داریوں اور مناصب کے عطا کرنے میں افراد کی صلاحیت اور لیاقت کو معیار قرار دینا ضروری ہے(اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ)
- اللہ تعالیٰ انسان کے ماضی اور مستقبل پر عملی لحاظ سے محیط ہے (يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ)
- سننا، دیکھنا، جاننا اور سب امور کو ہاتھ میں رکھنا یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت اور ناقابل شکست ہونے کی نشانیاں ہیں۔ (إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ – إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ – وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ)
- تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کو نماز قائم کرنے کی دعوت۔ نماز سب سے زیادہ اہم عبادت اور اللہ کی پرستش کا بہترین جلوہ ہے۔(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ)
- نماز قائم کرنا، اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت کرنا اور نیک کام انجام دینا انسان کی فلاح و کامیابی کا ذریعہ ہے۔ (... ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ)
- راہ خدا میں ہر طرح (جان و مال کے ساتھ) کا جہاد کرنے اہل ایمان کو حکم (وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ) -
- جہاد کی قدر و قیمت اس کے راہ خدا میں ہونے سے ہے۔ (وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ) –
- امت مسلمہ ایک برگزیدہ امت ہے۔(هُوَ اجْتَبَاكُمْ)

آیات ۷۳ - ۷۸ - معارف

- اسلام ایک خداداد نعمت اور مومنین پر اللہ کا احسان ہے ۔(هُوَ اجْتَبَاكُمْ)
- شریعت اسلام کے احکام، آسان اور ہر قسم کی تنگی و حرج سے خالی ہیں۔ (وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ)
- دین میں حرج نہ ہونے کا لازمہ یہ ہے کہ اگر انسان کو کسی شرعی ذمہ داری کی انجام دہی میں حرج کا سامنا ہو جائے تو وہ شرعی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ ایسا حکم آ جاتا ہے کہ جس میں حرج نہیں ہوتا۔
- قانون بنانے اور ذمہ دار کو معین کرنے میں لوگوں کی طاقت اور استطاعت کو مدِ نظر رکھنا ضروری ہے۔(وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ)
- حضرت ابراہیم (علیہ السلام) امت مسلمہ کے دینی باپ ہیں۔(مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ)
- مسلمان (مسلم)، اللہ تعالیٰ کی طرف سے امت مسلمہ کیلئے ایک انتخاب کردہ نام ہے ۔(هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِي هَٰذَا)
- اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں سر تسلیم خم کرنا پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شریعت کی روح ہے ۔
- نبی کریم مسلمانوں پر اللہ کی حجت ہیں اور امت مسلمہ دیگر لوگوں پر حجت خدا ہے ۔(الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ)
- نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تمسک ، امت اسلامی کے بنیادی ترین فرائض ہیں۔(فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ ۚ)